Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۲/۷۷ | ہفتہ ۲۔ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ - ۷۔ امان ۱۳۷۱ ہش - ۷۔ مارچ ۱۹۹۲ء | نمبر ۵۶

حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی صحت یابی کے لئے خصوصی دُعاؤں کی تحریک

جیساکہ احباب جانتے ہیں حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ حرم محترم سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چند ہفتوں سے علیل ہیں۔ مختلف طبی علاجوں کا سلسلہ جاری ہے۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی کامل شفایابی کیلئے دردِ دل سے دعائیں کرتے رہیں۔ مولا کریم حضرت سیّدہ صاحبہ کو جلد تر صحت عطا کرے اور لمبی زندگی سے نوازے۔

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"اس میں شک نہیں کہ دُعاؤں کی قبولیت پر ہمارا ایمان ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے قبول کرنے کا وعدہ بھی فرمایا ہے مگر دُعاؤں کے اثر اور قبولیت کو توجہ کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے اور پھر حقوق کے لحاظ سے دُعا کے لئے جوش پیدا ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا حق سب پر غالب ہے۔ اس وقت دنیا میں شرک پھیلا ہؤا ہے اور ایک عاجز انسان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا جاتا ہے۔ اس لئے فطرتی طور پر ہماری توجہ اس طرف غالب ہو رہی ہے کہ دنیا کو اس شرک سے نجات ملے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت قائم ہو اس کے سوا دوسری طرف ہم توجہ کر ہی نہیں سکتے۔ اور یہ بات ہمارے مقاصد اور کام سے دُور ہے کہ اس کو چھوڑ کر دوسری طرف توجہ کریں بلکہ اس میں ایک قسم کی معصیت کا خطرہ ہوتا ہے۔

ہاں یہ میرا ایمان ہے کہ بیماروں یا مصیبت زدوں کے لئے توجہ کی جاوے تو اس کا اثر ضرور ہوتا ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صـ ۴۰۳)

"چاندی کے بیچ میں ایک جوہر محبّت ہے۔ اس لئے یہ زیادہ مرغوب ہوتی ہے۔ اکثر لوگ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ جنّت کی نعماء میں چاندی کے برتنوں کا ذکر ہے حالانکہ اس سے بیش قیمت سونا ہے۔ وہ لوگ اس راز کو جو کہ خدا تعالیٰ نے چاندی میں رکھا ہے نہیں سمجھے۔ جنّت میں چونکہ غلّ اور کینہ اور بغض وغیرہ نہیں ہوگا اور آپس میں محبّت ہوگی اور چونکہ چاندی میں جوہر محبّت ہے۔ اس لئے اس نسبتِ باطنی سے جنّت میں اس کو پسند کیا گیا ہے۔ اس میں جوہر محبّت ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ اگر طرفین میں لڑائی ہو تو چاندی دے دینے سے صلح ہو جاتی ہے اور کدورت دُور ہو جاتی ہے۔ کسی کی نظرِ عنایت حاصل کرنی ہو تو چاندی پیش کی جاتی ہے۔ علوم یا تو قیاس سے معلوم ہوتے ہیں اور یا تجربہ سے۔ چاندی کے اس اثر کا پتہ تجربہ سے لگتا ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صـ ۴۰۵)

خدا تعالیٰ کے مقابلہ میں دُوسروں کے احکام کی پرواہ مت کرو

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"یہ قاعدہ کی بات ہے اور انسانی فطرت میں یہ امر مرکوز ہے کہ انسان اپنے سے بڑے کی بات کو مان لیتا ہے۔ آج کل کا کوئی نادان لڑکا اپنی بے ہودگی کی وجہ سے اپنے بڑے بزرگوں کی نہ مانتے تو یہ اس کی بے ہودگی ہے۔ انسانی صحیح فطرت میں روزِ اوّل سے یہی رکھا گیا ہے۔ بڑے علم والوں، تاجروں حاکموں، فلاسفروں، تجربہ کاروں سے پوچھ کر دیکھ لو کہ سب اپنے بڑوں کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں اور یہی سلیم فطرت کا تقاضا ہے۔ اگر کسی کی فطرت مسخ ہو گئی ہے تو اس کا ہم ذکر نہیں کرتے۔

چنانچہ (نماز کے اعلان میں بھی اوّل اللہ کے نام سے ابتداء کی ہے۔ سارے محامد سے متصف، سارے صفاتِ کاملہ رکھنے والا اور سارے نقائص اور عیوب سے مبرّا و منزّہ ذات اس کا نام اللہ ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے۔ اور پھر وہ اکبر بھی ہے یعنی بہت بڑا۔ اس کے یہ

باقی صـ ۷ پر

تقریب شادی

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کے صاحبزادے عزیزم مکرم رشید اللہ حمید صاحب کی شادی ہمراہ عزیزہ مکرمہ فائزہ محمود صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر محمود احمد صاحب اسلام آباد انجام پائی۔ مورخہ ۲۹ فروری ۱۹۹۲ء کو اسلام آباد میں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے ایک لاکھ روپیہ حق مہر پر نکاح پڑھا۔ اگلے دن تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جہاں مولانا موصوف نے ہی دُعا کرائی۔ مورخہ ۲۔ مارچ ۹۲ء کو ربوہ میں محترم چوہدری حمید اللہ صاحب نے اپنی رہائش گاہ واقع دارالصدر جنوبی میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں ناظر صاحبان اور وکلاء سمیت مربیان سلسلہ اور خادمان دین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ دعوت کے اختتام پر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی ربوہ نے دعا کرائی۔

مکرم رشید اللہ حمید صاحب محترم بابو محمد بخش صاحب کے پوتے ہیں۔ آپ کینیڈا میں قیام فرما ہیں۔ مکرمہ فائزہ محمود صاحبہ مکرم محمد یحییٰ صاحب آف نیلا گنبد لاہور کی پوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ فرمائے۔

دعوت الی اللہ

سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) فرماتے ہیں۔

"اپنی زندگیوں کو خدمت دین کے لئے وقف کرو اور سال میں سے مہینہ دو مہینے یا تین مہینے دعوت الی اللہ کے لئے دو۔ تا تمہیں ایک

باقی صـ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت : دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۷۔ امان ۱۳۷۱ ہش — ۷۔ مارچ ۱۹۹۲ء

ناراضگی اور معافی

زندگی کے ہر موڑ پر انسان کو ایک عملی نمونہ کی ضرورت پیش آتی ہے کس طرف جائے اور کیا کرے کہ اس کا راستہ بھی سیدھا رہے اور اس کی منزل بھی قریب سے قریب تر آ جائے اور کامیابی کے ساتھ حاصل ہو جائے۔ علمی طور پر تو یہ باتیں کتابوں میں بھی مل جاتی ہیں۔ اور وعظ کرنے والے بھی بہت کچھ بتاتے ہیں لیکن جو اثر عملی نمونہ سے ہوتا ہے۔ وہ اور کسی بات سے نہیں ہوتا۔ اسی لئے سچّائیاں موجود ہونے کے باوجود انسان بھٹک جاتا ہے۔ کیونکہ ان سچّائیوں پر عمل کر کے دکھانے والا سامنے نہیں ہوتا۔ اور اسی لئے انسان اِدھر اُدھر دیکھ کر کسی کے پیچھے لگ جانے ہی میں اپنی عافیت سمجھتا ہے۔

ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ سعادت نصیب ہے کہ وہ ایک امام کو ماننے والی ہے۔ اور اس امام کو سچّائیوں کا عملی نمونہ جانتی ہے اور منزل پانے کے لئے اس کے پیچھے چلنے کو اپنی کامیابی کی ضمانت سمجھتی ہے اور یہی وہ بات ہے جس نے جماعت کو ایک منفرد جماعت بنا دیا ہے۔ جس کا راستہ متعین ہے۔ اور جس کی منزل اسے آوازیں دے رہی ہے۔ یہ جماعت اپنے پیارے امام کی آواز کو سنتی ہے۔ اور اس کی طرف شوق کی نگاہوں سے دیکھتی ہے اور اس کے نقشِ قدم پر چلتی ہے۔ خدا کرے کہ ہمیشہ ہی ایسا رہے۔

اس وقت ہم جس نقشِ قدم کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کروانا چاہتے ہیں وہ اس فقرہ پر مشتمل ہے کہ "جرمنی کے جن لوگوں سے ناراضگی تھی انہوں نے غیر معمولی پاک تبدیلی دکھائی سب کو دل کی گہرائیوں سے معاف کرتا ہوں۔" معاشرہ کا ایسا کوئی حصہ نہیں جہاں کسی نہ کسی کو کسی نہ کسی سے ناراضگی پیدا ہونے کا امکان نہ ہو۔ گھر ہی کو لے لیجئے۔ وہاں بھی اس بات کا امکان ہوتا ہے اور گھر سے باہر تو اس بات کا بہت امکان ہوتا ہے۔ اس لئے ناراضگی ناپسندیدہ بات نہیں لیکن ناراضگی کی وجہ دُور ہونے پر اگر تہِ دل سے معاف نہ کر دیا جائے تو یہ بات ناپسندیدہ بھی ہے اور معاشرہ کو خراب سے خراب تر کرنے والی بات بھی۔ حضرت امام جماعت کا یہ نقشِ قدم کہ پاک تبدیلی پر دل کی گہرائیوں سے معاف کر دیا ہے۔ ہم سب کے لئے اپنانا لازمی ہے۔ ہم سب کو اسی راہ پر چلنا چاہیئے۔

مَیں، کہ انساں کو سمجھ پایا نہیں
مَیں خُدا کی بات بتلاؤں گا کیا
مجھ کو بس معلوم ہے تو ہے یہی
ہے خُدا میرا بہت قادر خُدا

ابوالاقبال

سج سجا کہ زینتِ دار و رسن ہوتے گئے
پھُول دشتِ خار کے رشکِ چمن ہوتے گئے

اِک طرف بڑھتا گیا عزمِ عمل کا حوصلہ
اِک طرف سب راستے میرے کٹھن ہوتے گئے

یُوں تو ہے میرا وطن میرے تشخّص کی دلیل
ہوتے ہوتے سب وطن میرے وطن ہوتے گئے

میرا لاشہ دفن کرنے پر جنہیں تھا اعتراض
ان کے لاشے خود ہی بے گور و کفن ہوتے گئے

کچھ مجھے دیتے رہے دادِ سخن صبح و مسا
اور کچھ میرے حریفِ فکر و فن ہوتے گئے

دل دَہل جاتے رہے ہیں نعرۂ منصُور سے
زخم جو لگتے رہے وہ زیبِ تن ہوتے گئے

اپنے غم کا خیر مقدم کس بھروسے پر کریں
حُسنِ ظن جن پر کیا وہ سُوئے ظن ہوتے گئے

اعترافِ جرم قبل از جُرم کر لیتے ہیں لوگ
مُنصفی کے نام پر کیا کیا چلن ہوتے گئے

سوچنے میں تو لگے ہر شخص کو زنگی صفت
دیکھنے میں میرے جذبے سیم تن ہوتے گئے

مَیں نسیم اسلاف کا بنتا گیا عکسِ جمیل
اور میرے غیر مکروں میں مگن ہوتے گئے

نسیم سیفی

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"پس جہاں تک تم سے ہو سکتا ہے اس اقرار اور عہد کی رعایت کرو۔ اور ہر قسم کے گناہوں سے بچتے رہو۔ پھر اس اقرار پر قائم اور مضبوط رہنے کے واسطے اللہ تعالیٰ سے دُعائیں کرتے رہو۔ وہ یقیناً تمہیں تسلّی اور اطمینان دے گا۔ اور تمہیں ثابت قدم کرے گا کیونکہ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ سے مانگتا ہے اسے دیا جاتا ہے۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میاں ارشد حسین سابق وزیر خارجہ پاکستان

محترم چوہدری ظفراللہ خان صاحب کا عالمی کردار

جناب میاں ارشد حسین صاحب مئی ۱۹۶۸ء سے اپریل ۱۹۶۹ء تک پاکستان کے وزیر خارجہ رہے۔ آپ برصغیر کے پہلے مسلمان وائس چانسلر جناب میاں افضل حسین کے صاحبزادے اور پنجاب کے نامور سیاسی فرزند جناب سر میاں فضل حسین کے بھتیجے ہیں۔ آپ کو ایک لمبا عرصہ حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب سے تعلق رہا ہے آپ نے کہا:۔

چوہدری صاحب کے کارنامے تو ایک پوری کتاب کے متقاضی ہیں میں ان کے ساتھ اپنی چند یادوں کا ذکر کرتا ہوں۔

میرے والد میاں افضل حسین چوہدری صاحب کے ہم جماعت تھے۔ اس تعلق سے جب میں کیمبرج میں زیر تعلیم تھا میری چوہدری صاحب سے ملاقات ۱۹۳۰ء میں اس وقت ہوئی جبکہ آپ گول میز کانفرنس میں نمائندہ کے طور پر تشریف لائے آپ میرے ساتھ بہت شفقت سے پیش آئے۔ اس کے بعد دوسری اور تیسری گول میز کانفرنس میں بھی آپ بطور نمائندہ شامل تھے۔ اس کے بعد آپ گول میز کانفرنس کے بارے میں حکومت برطانیہ کی طرف سے جاری کردہ قرطاس ابیض پر غور کرنے والی جوائنٹ سلیکٹ کمیٹی میں بھی شامل ہوئے۔

چوہدری صاحب کی وہ تقریر جو انہوں نے غالباً دوسری گول میز کانفرنس میں کی بہت معرکہ انگیز تھی۔ یہ مسلمانوں کے حقوق کے بارے میں خطاب تھا جو مسلسل ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا۔ مجھے یاد ہے کہ ان کی اس تقریر کی برطانیہ میں بہت تعریف کی گئی اور اس کا بڑی دیر تک چرچا ہوتا رہا۔ یہ کہنا بجا ہوگا کہ اس تقریر سے چوہدری صاحب کی سیاسی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس زمانہ میں انگلستان کے وزیراعظم مسٹر ریمزے میکڈانلڈ تھے۔ جو لیبر پارٹی سے متعلق تھے وہ بہت کوشش کر رہے تھے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں مخلوط انتخاب کے سوال پر سمجھوتہ ہو جائے۔ وہ ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں فرقوں کے رہنماؤں پر اثر انداز ہو رہے تھے کہ دونوں گروہ مخلوط طریق انتخاب پر راضی ہو جائیں۔ اس سمجھوتہ میں یہاں تک پیش رفت ہوئی کہ ایک مرحلہ پر پنجاب میں صرف دو سیٹوں کا مسئلہ زیر تصفیہ رہ گیا باقی بات طے ہو گئی مگر اس وقت سکھوں کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے سمجھوتہ نہ ہو سکا۔ اس وقت مسلمانوں کے سرکردہ رہنما سر محمد شفیع اور سر علی امام وغیرہ اس فیصلہ کو قبول کرنے پر تیار نظر آتے تھے۔

جب اس امر کی اطلاع ہندوستان میں پہنچی تو سر میاں فضل حسین جو وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر تھے اور مسلمانوں کے نمائندے تھے آپ نے اس پر سخت اعتراض کیا کہ جداگانہ انتخاب مسلمانوں کا مطالبہ ہے اور ہم اس سے کم کسی چیز پر راضی نہیں ہوں گے۔ انہوں نے چوہدری ظفراللہ خان صاحب کو خط لکھا کہ ہمیں اس موقف سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے اس کے بعد سر آغا خان، قائداعظم محمد علی جناح اور چوہدری ظفراللہ خاں صاحب نے جداگانہ انتخاب کی بات پورے زور سے اٹھائی۔ جوائنٹ سلیکٹ کمیٹی جب قائم ہوئی تو چوہدری ظفراللہ خاں صاحب نے اس میں بھی جداگانہ انتخاب کے نظریے کی پورے زور سے تائید کی اور آخر کار وہ انگریز سے جداگانہ انتخاب کا مسئلہ منوا کر رہے اور یہ ظاہر ہے کہ جداگانہ انتخاب کا مسئلہ پاکستان کی تحریک کی بنیاد تھی۔ کیونکہ اس مسئلے کو منوانے کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی علیحدہ حیثیت کو پہلی بار تسلیم کیا گیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کی نشستوں کا تحفظ ہوا اور اس کے نتیجہ میں مسلمان ایک مضبوط سیاسی قوت بن کر ابھرنے میں کامیاب ہو سکے۔ گویا یہ تحریک پاکستان کی بنیادی اینٹ تھی۔ چوہدری صاحب نے اس کے لئے بھرپور جدوجہد کی اور کامیابی حاصل کر کے دم لیا۔

اس کے بعد میرے سامنے چوہدری صاحب کا اقوام متحدہ میں بطور وزیر خارجہ پاکستان خدمات انجام دینے کا دور آتا ہے۔ اس میں سب سے پہلے چوہدری صاحب نے فلسطین کے مسئلہ پر عربوں کا موقف اقوام متحدہ کے سامنے پیش کیا اور اس خوبصورتی اور مضبوطی سے یہ کیس پیش کیا کہ حلیف اور حریف سب عش عش کر اٹھے۔ خود عرب نمائندوں کا یہ کہنا تھا کہ چوہدری صاحب کی تقریر سے قبل ہمیں خود احساس نہ تھا کہ ہمارا کیس اتنا مضبوط ہے بلکہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ ہمارا کوئی کیس ہی نہیں ہے لیکن چوہدری صاحب کی والہانہ زوردار تقریر کے بعد یہ سماں بندھا کہ جنرل اسمبلی کے اس وقت جتنے ممبر تھے۔ ان کی اکثریت فلسطین کی تقسیم کو تسلیم نہ کرنے کے حق میں ہو چکی تھی اور وہ فلسطین کو آزادی دینے کے حق میں تھے گویا یہ کہنا بجا ہوگا کہ چوہدری صاحب کی تقریروں نے پانسہ پلٹ کر رکھ دیا۔ مگر صیہونی لابی اس وقت امریکہ کے صدر ٹرومین پر اثر انداز ہوئی۔ صدر ٹرومین اس وقت آئندہ الیکشن کی تیاری کر رہے تھے۔ یہودیوں نے صدر ٹرومین کو کہا کہ اگر آپ نے اس وقت اقوام متحدہ میں ہمیں کامیابی نہ دلوائی تو آپ کا دوبارہ صدر بننا غیر یقینی ہو جائے گا۔ چنانچہ صدر ٹرومین نے یورپی ممالک خاص طور پر لاطینی امریکہ کے ممالک کو راتوں رات تار بھجوائے کہ وہ اپنے نمائندوں کو حکم دیں کہ وہ فلسطین کی تقسیم اور اسرائیل کے قیام کی حمایت کریں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب ووٹنگ ہوئی اکثریت عربوں کے خلاف ہو گئی تھی۔

یہ باتیں میں نے اس وقت کے بعد مختلف یہودی سفارت کاروں کی زبان سے خود سنیں۔

اس کے بعد چوہدری صاحب نے اسلامی اور عرب ممالک کی آزادی کی جدوجہد میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ بھی تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔ ان ممالک میں لیبیا، مراکش، تیونس اور الجزائر شامل ہیں جن کی آزادی میں چوہدری صاحب نے نمایاں کردار ادا کیا۔

جب میں ماسکو میں سفیر تھا اس وقت چوہدری صاحب جنرل اسمبلی کے صدر تھے اور اس حیثیت میں ان کو روس کے وزیر خارجہ مسٹر گرومیکو نے روس کا دورہ کرنے کی دعوت دی تھی۔ چوہدری صاحب ماسکو تشریف لائے۔ ان کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا گیا۔ اس عشائیے میں مراکش کا سفیر میرے پاس آیا اس کا نام غالباً الفصیح تھا۔ اس نے کہا کہ مجھے چوہدری صاحب سے ملائیں۔ میں نے اس کا چوہدری صاحب سے تعارف کروایا تو اس نے کہا کہ میں آپ کو بوسہ دینا چاہتا ہوں کیونکہ میرے باپ کو جو موجودہ شاہِ مراکش حسن ثانی کے والدِ محترم شاہِ مراکش کے وزیر تھے اور شاہ مراکش کو فرانس نے نظر بند کر دیا تھا۔ اس وقت شاہِ مراکش نے میرے باپ کو کہا تھا کہ تم فکر نہ کرو۔ اس وقت ہماری رہائی کے لئے آواز بلند کرنے والا ظفراللہ خاں اقوام متحدہ میں موجود ہے اور وہ ضرور نہ صرف مجھے فرانس کی قید سے آزاد کرائے گا بلکہ مراکش کو بھی آزادی دلانے میں پیش پیش رہے گا۔ مراکش کے اس سفیر نے کہا کہ اب چونکہ میرا باپ آزاد ہے اس لئے میں اس واقعہ کے اعزاز میں آپ کو بوسہ دینا چاہتا ہوں چنانچہ وہ چوہدری صاحب سے بغلگیر ہوا اور آپ کو بوسہ دیا۔

روس میں قیام کے دوران چوہدری صاحب کی روسی وزیراعظم مسٹر خروشچیف سے بھی ملاقات ہوئی میں بھی پاکستان کے سفیر کی حیثیت سے اس ملاقات میں موجود تھا۔ اس وقت امریکہ اور روس کے درمیان کیوبا کے میزائلوں کی وجہ سے بڑی کشیدگی تھی اس پس منظر میں چوہدری صاحب نے بہت پُرزور الفاظ میں خروشچیف کو کہا کہ اس وقت امنِ عالم کو بہت خطرات درپیش ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ ایسے بااثر شخص ہیں کہ آپ عالمی امن کی طرف پیش رفت کر سکتے ہیں۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ آپ ایسا ضرور کریں۔ مسٹر خروشچیف نے چوہدری صاحب کی بات کو تسلیم کیا کہ میری یہی کوشش ہوگی۔ اس ملاقات کے دوران چوہدری صاحب نے ہندوستان اور پاکستان کے تعلقات پر روشنی ڈالی اور مسئلہ کشمیر کی نوعیت بیان کی اور کہا کہ ہندوستان اس مسئلہ کے حل میں بار بار روڑے اٹکا رہا ہے۔ چوہدری صاحب نے مسٹر خروشچیف سے کہا کہ آپ اس معاملہ میں ہندوستان کے لیڈروں کو سمجھائیں کیونکہ آپ کی بات وہ مان سکتے ہیں۔ اس پر مسٹر خروشچیف نے وعدہ کیا کہ وہ اس معاملہ میں ضرور کچھ کریں گے۔ اس ملاقات کے بارے میں حضرت چوہدری صاحب نے تحدیث نعمت میں لکھا ہے روسی وزیراعظم نے یہ گلہ کیا کہ آپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ملک کے ایک وزیر (ذوالفقار علی بھٹو) روس کے دورے پر آئے تو ہم نے پاکستان کے لئے ہر قسم کے تعاون کی پیشکش کی مگر ان کی وطن واپسی پر سارا معاملہ یخ بستہ ہو گیا۔ مسٹر خروشچیف نے کہا کہ مجھے آپ سے امید ہے کہ آپ اس یخ بستگی کو دور کر سکتے ہیں۔ چوہدری صاحب نے کہا کہ میں اس معاملہ میں ہر ممکن کوشش کروں گا۔

میاں ارشد حسین صاحب سے سوال کیا گیا کہ کیا آپ کے علم میں ہے کہ گفتگو کے اس پہلو کا کیا نتیجہ برآمد ہوا۔ میاں صاحب نے جواب دیا کہ اس دورے کے جلد بعد چوہدری صاحب دوبارہ عالمی عدالت میں چلے گئے۔ مسٹر سلمان احمد بطور سیکرٹری چوہدری صاحب کے ساتھ تھے انہوں نے یقینی طور پر حکومتِ پاکستان کو اپنی سفارشات ارسال کی ہوں گی تاہم مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں کہ چوہدری صاحب کی اس ضمن میں کی گئی کوششوں کا کیا نتیجہ برآمد ہوا؟

جناب میاں ارشد حسین صاحب نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ چوہدری صاحب کا وزیر خارجہ بنایا جانا کوئی عجیب بات نہیں تھی کیونکہ اقوام متحدہ ۱۹۴۵ء میں قائم ہوئی اور پاکستان کا وجود ۱۹۴۷ء میں قائم ہوا۔ اس وقفہ میں متحدہ ہندوستان کے دو نمائندے بین الاقوامی کانفرنسوں اور ایسی کانفرنسوں میں جہاں اقوام متحدہ کے چارٹر تیار ہو رہے تھے جایا کرتے تھے ان میں سے ایک چوہدری صاحب تھے اور دوسرے سر راما سوامی مدلیار تھے۔ چوہدری صاحب اس وقت فیڈرل کورٹ کے جج تھے اور سر راما سوامی وائسرائے کی کونسل کے رکن تھے۔ یہ دونوں بہت بلند پائے کے سیاستدان اور مدبر تھے۔ ان کانفرنسوں میں ان دونوں کی سرگرمیاں اتنی بلند پایہ تھیں کہ دوسرے ملکوں کے نمائندے یہ جان کر حیرت زدہ رہ گئے کہ ہندوستان جس کو ابھی آزادی بھی نہ ملی تھی اس کے پاس ایسے بلند پایہ سیاستدان اور دانشور بھی ہیں۔ ایک ہندو سیکرٹری جو ان دونوں فاضل نمائندوں کے ساتھ تھا وہ تو اتنا خوش تھا کہ اس نے بڑے جوش سے کہا کہ ہمارے نمائندوں نے ہندوستان کی دھاک بین الاقوامی سطح پر بٹھا دی۔ ان کانفرنسوں میں بھی چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی کارکردگی کو خاص طور پر نوٹ کیا گیا۔

چوہدری صاحب کی بین الاقوامی سطح پر یہ کامیابی قائدِ اعظم کو بخوبی معلوم تھی اور ویسے بھی وہ چوہدری صاحب کی اس کارکردگی سے بہت متاثر تھے جو انہوں نے انڈین اسمبلی میں دکھائی جہاں چوہدری صاحب حکومت کی نمائندگی بطور ممبر وائسرائے ایگزیکٹو کونسل کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ اس سے پہلے جو کام چوہدری صاحب نے گول میز کانفرنسوں میں کیا تھا اس سے بھی قائدِ اعظم بخوبی آگاہ تھے۔ اس لئے جب وزیرِ خارجہ کے عہدہ کے لئے ان کو موزوں شخص کی تلاش ہوئی تو اس عہدہ کے لئے پاکستان کا کوئی اور شخص مناسب نہیں تھا چنانچہ چوہدری صاحب کو وزارتِ خارجہ کا چارج دیتے ہوئے قائدِ اعظم کو کوئی پس و پیش نہ ہوا۔

جب چوہدری صاحب وزیر خارجہ مقرر ہوئے تو میرے والد بزرگوار میاں افضل حسین صاحب مبارکباد دینے گئے اور آپ نے چوہدری صاحب کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا:

PAKISTAN IS LUCKY TO HAVE YOU.

یعنی پاکستان خوش قسمت ہے کہ اسے آپ جیسا وزیر خارجہ ملا ہے

جب میں پاکستان کا وزیر خارجہ بنا تو چوہدری صاحب کے ساتھ میرے پہلے سے ہی خاندانی مراسم تھے انہوں نے مجھے مبارکباد کا خط لکھا اس میں انہوں نے مجھے ایک دعا پڑھنے کے لئے لکھی۔ جناب میاں ارشد حسین صاحب چوہدری صاحب کی یادیں بیان کرتے ہوئے آبدیدہ ہو گئے۔ چند لمحے کے بعد انہوں نے اپنی حالت پر قابو پایا اور کہا کہ میری وزارت کے دوران چوہدری صاحب ہیگ میں عالمی عدالتِ انصاف کے جج رہے تھے اس لئے وزارت کے بارے میں امور میں اُن سے کوئی خاص رہنمائی نہ حاصل کر سکا۔ جب میرے والد صاحب کا انتقال ۱۹۷۰ء میں ہوا تو چوہدری صاحب تعزیت کے لئے میرے گھر تشریف لائے اور کچھ نصیحتیں کیں لیکن ملک کے سیاسی حالات اس سرعت سے بدل رہے تھے کہ مَیں ان کی نصیحتوں پر کوئی عمل نہ کر سکا۔

جناب میاں ارشد حسین صاحب سے سوال کیا گیا کہ سابق صدرِ پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب چوہدری صاحب کے بارے میں کیسے تاثرات رکھتے تھے۔ میاں صاحب نے جواب دیا ایوب خان کا تاثر چوہدری صاحب کے بارے میں بہت اچھا تھا۔ جب چوہدری صاحب عالمی عدالت کی رکنیت کے عہدہ سے پہلی بار ریٹائر ہو کر آئے تو آپ نے ایوب خان سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں ایوب خان نے فوراً آپ کو اقوامِ متحدہ میں پاکستان کی نمائندگی بطور سفیر کرنے کی پیشکش کی۔ ایوب خان نے کہا کہ مَیں جانتا ہوں کہ یہ عہدہ آپ کے لئے کوئی بڑا اعزاز نہیں لیکن مَیں آپ کو اس لئے تکلیف دے رہا ہوں کہ آپ کشمیر کا مسئلہ سلامتی کونسل میں دوبارہ اٹھائیں۔ کیونکہ ہمیں ہندوستان سے جو توقعات تھیں کہ پنڈت نہرو اس مسئلہ کو بات چیت کے ذریعہ طے کرنے پر راضی ہو جائے گا وہ توقعات پوری نہیں ہو رہیں۔ چنانچہ چوہدری صاحب نے بطور نمائندہ پاکستان ۱۹۶۱ء میں اس مسئلہ کو سلامتی کونسل میں دوبارہ اُٹھایا اور بہت مدلل طریق سے یہ مسئلہ پیش کیا۔ اسی سیشن میں آپ کی ہندوستانی نمائندے مسٹر کرشنا مینن سے وہ تاریخی جھڑپیں ہوئیں جو برِصغیر میں بہت مشہور ہو گئیں اور بچے بچے کی زبان پر چوہدری صاحب کا نام آ گیا۔ چوہدری صاحب کی کوشش کے نتیجہ میں اِس مسئلہ پر اقوامِ متحدہ کی اکثریت پاکستان کے حق میں تھی لیکن سوویت یونین نے ہر ریزولیوشن کو ویٹو کرنے کی دھمکی دی اِس لئے اقوامِ متحدہ کوئی کردار ادا نہ کر سکی۔ اس مسئلہ پر چوہدری صاحب کی تقاریر بہت معرکہ انگیز تھیں۔ آپ نے اپنے زورِ بیان اور قوتِ استدلال سے اس مسئلہ کو جو سو گیا تھا اور قریباً ختم ہو گیا تھا دوبارہ زندہ کر دیا۔

ایوب خان ہمیشہ چوہدری صاحب کی بہت تعریف کیا کرتا تھا۔ ۱۹۵۱ء کی بات ہے نہرو نے پاکستانی سرحدوں پر فوج اکٹھی کر دی تھی۔ یہ وہی دن تھے جب نوابزادہ لیاقت علی خان وزیر اعظم پاکستان نے اپنا مشہور مُکا دکھایا۔ ان دنوں افغانستان کی صورتِ حال پر غور کرنے کے لئے وزیر اعظم لیاقت علی خان نے ایک میٹنگ بلائی اس وقت فارن آفس میں مَیں ڈپٹی سیکرٹری تھا اور افغانستان کا مسئلہ میری تحویل میں تھا۔ اس لحاظ سے میں بھی اس میٹنگ میں شامل ہوا۔ مجھے یاد ہے کہ اس میٹنگ میں چوہدری صاحب نے جنرل ایوب خان کو جو اس وقت فوج کے کمانڈر انچیف تھے مخاطب ہوتے ہوئے کہا، جنرل صاحب! آپ کسی بھی صورت میں لاہور پر ہندوستان کا قبضہ نہ ہونے دیں۔ جنرل ایوب خان نے فوراً جواب دیا انشاء اللہ چوہدری صاحب ہم کبھی ایسا نہ ہونے دیں گے" اگرچہ بعد میں نہرو نے سرحدوں سے فوجیں ہٹالی تھیں لیکن چوہدری صاحب لاہور کی فوجی اہمیت سے بخوبی آگاہ تھے اور انہیں اس کی حفاظت کا غیر معمولی احساس تھا۔

(ماہنامہ انصار اللہ نومبر، دسمبر ۱۹۸۵ء ص ۴۲ تا ۴۵)

حصولِ ٹارگٹ کیلئے منظم کوشش کی ضرورت

○ تحریک جدید کی وسعت پذیر ذمہ داریوں کے پیش نظر وعدہ جات کا ٹارگٹ امسال حاصل کرنا از حد ضروری ہے۔ اگر دعا اور منظم کوشش سے کام لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کامیاب فرما دیتا ہے۔ مثال کے طور پر مکرم عبدالمتین صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ حلقہ بیت النور لاہور نے ایک ذیلی حلقہ فیصل ٹاؤن میں حصول ٹارگٹ کے لئے حسبِ ذیل طریق سے کوشش فرمائی۔

اوّل:۔ وعدہ کنندگان کی تعداد میں ۱۳۸ کا اضافہ کیا۔

دوم:۔ ہر گھر کے ہر فرد کا وعدہ لیا گیا۔ اور کمانے والوں سے معیاری وعدے لئے گئے

سوم:۔ وفات یافتگان کے کھاتے بھی بحال کروائے گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں ٹارگٹ سے بھی زیادہ وعدے حاصل کرنے میں کامیاب فرمایا اور اس حلقے کی قربانی بھی بفضلِ خدا ۲۳۰/- روپے فی کس ہو گئی۔ دیگر جماعتیں بھی ذیلی تنظیموں کے تعاون سے اپنے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی توقعات پر پورا اتریں اور حضور کی مستجاب دعاؤں سے مستفیض ہوں۔

(وکیل المال تحریکِ جدید)

خدا کو خوش کرنے کی راہیں تلاش کرتے رہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادرفتگان

عطاء المجیب راشد

محترم کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ

اس فانی دنیا سے ہر انسان نے ایک دن رخصت ہونا ہے۔ لیکن کیا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جس کو بھرپور اور کامیاب زندگی کے بعد حسن خاتمہ بھی نصیب ہو۔ جماعت احمدیہ برطانیہ کے ایک بزرگ مکرم کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ کی زندگی اور وفات پر یہی بات صادق آتی ہے۔ آپ نے ایک بھرپور اور کامیاب زندگی گذاری اور اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کو حاصل کرتے ہوئے بالآخر جب اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوئے تو بے شمار لوگ ان کے حسن خاتمہ کو رشک کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔

محترم چیمہ صاحب نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۷۶ سال کی عمر پائی۔ اس عرصہ میں آپ نے متنوع قسم کی خدماتِ دینیہ کی توفیق پائی۔ جگہ جگہ اور ملک ملک قیام کیا۔ مختلف نوکریاں کیں اور یاد پڑتا ہے کہ ایک دفعہ ذکر کر رہے تھے کہ میں ریٹائرمنٹ کے بعد بیک وقت چار پنشنیں حاصل کر رہا ہوں۔ میرے خیال میں ان کا سب سے بڑا اعزاز یہ تھا کہ انہیں حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے) کے ذاتی محافظ کے طور پر خدمت کی توفیق اور سعادت ملی۔ یہ اعزاز ایسا ہے جس پر وہ بھی بجا طور پر فخر کیا کرتے تھے اور ان کی نسلیں بھی اس پر فخر کرنے میں حق بجانب ہونگی۔ یہ سعادت آپ کو ۱۹۵۴ء میں ملی جبکہ آپ افسر حفاظت مقرر ہوئے۔ اس وقت میں نے آپ کو اس خدمت پر چاق و چوبند مصروفِ عمل دیکھا اور یہی ان کا پہلا نقشہ ہے جو میرے ذہن میں ابھرتا ہے۔ اس کے بعد ان سے قریبی تعلق اور تعارف ۱۹۷۰ء میں لندن آنے پر ہوا۔ ان دنوں آپ اپنی سرکاری ملازمت میں تھے لیکن ان کی اس خوبی نے بہت متاثر کیا کہ لندن مشن سے ان کا تعلق ایک مثالی تعلق تھا۔ باقاعدگی اور فدائیت اس تعلق کے دو نمایاں عناوین ہو سکتے ہیں۔

۱۹۸۳ء میں جب خاکسار موجودہ خدمت پر مامور ہو کر لندن آیا تو مکرم چیمہ صاحب سے بہت ہی محبت بھرا قریبی تعلق ہوا۔ آپ کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا اور اس مشاہدہ کی بناء پر میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ ان متعدد اوصاف کے حامل تھے جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنی جماعت میں دیکھنا چاہتے تھے۔ احمدیت کی ایک جیتی جاگتی تصویر تھے۔ بیشمار خوبیوں کے مالک تھے اور کئی اعتبار سے دوسروں کے لئے قابل تقلید نمونہ تھے۔

۱۹۸۴ء میں حضور انور کے لندن تشریف لانے کے بعد حضور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپ نے اپنی زندگی وقف کے طور پر حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۸ سال کے قریب تھی۔ کئی دفعہ مجھ سے یہ واقعہ بیان کیا کہ جب میں نے اس سلسلہ میں حضور انور کی خدمت میں عریضہ لکھا کہ میں اپنی زندگی خدمتِ دین کے لئے وقف کرتا ہوں تو بعض احباب نے از راہِ مذاق ان سے کہا کہ چیمہ صاحب! زندگی باقی رہ کونسی گئی ہے جو آپ وقف کر رہے ہیں؟ یہ واقعہ سنا کر ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ زندگی تو خدا کے ہاتھ میں ہے میرا کام وقف کرنا تھا جو میں نے کر دیا۔

واقعی اللہ تعالیٰ نے ان کے اس ارادہ کو کتنی برکت عطا کی کہ اس کے بعد آٹھ سال تک وہ زندہ رہے اور اس سارے عرصہ کو انہوں نے بہت ہی بھرپور انداز میں گزارا۔ اور آخر دم تک خدمتِ دین کے اس سلسلہ کو جاری رکھا۔

محترم چیمہ صاحب کی ایک خوبی جس نے ایک لحاظ سے ان کی بہت ساری خوبیوں پر سایہ کیا ہوا تھا۔ ان کی بلند ہمتی اور مستقل مزاجی تھی۔ ساری زندگی بڑے منظم طریق پر گذاری روزانہ کا ایک پروگرام بنایا ہوا تھا۔ اس کے مطابق ہر دن ایسے طریق پر بسر کرتے کہ وقت سے پورا پورا استفادہ ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی نیک، صاحبِ کشف بزرگ تھے۔ سچی خوابیں دیکھنے والے، بے نفس انسان تھے۔ نماز تہجد باقاعدگی سے ادا کرتے۔ تلاوت قرآن مجید نہ صرف روزانہ کا معمول تھا بلکہ دن میں متعدد بار، اکثر نمازوں کے انتظار کے وقفہ میں، اپنے اوقات کو تلاوت میں گزارتے اس کا نتیجہ تھا کہ قرآن مجید کا ایک کثیر حصہ آپ نے حفظ کر لیا تھا۔ مختلف دوستوں کو سنا کر تصحیح کرتے رہتے اور اس طرح انہیں بھی ثواب میں شریک کر لیتے۔ آخر عمر میں حفظ قرآن کا خصوصی اہتمام کرتے رہے بلکہ دوستوں کو بھی حفظ کرنے کی تحریک کرتے رہے۔ بعض مواقع پر نماز تراویح پڑھانے کی سعادت بھی حاصل کی۔ ہر ہفتہ میں سوموار اور جمعرات کا نفلی روزہ بہت باقاعدگی سے رکھتے۔ ایک بار میں ان کے ہاں گیا تو انہوں نے مجھے اپنا ذاتی کمرہ دکھایا اور پھر اپنے سارے دن کے پروگرام کا تعارف کروایا۔ کمرہ میں مختلف اطراف میں میز اور کرسی لگی ہوئی تھی۔ ایک کونے میں جائے نماز تھی۔ ایک طرف ورزش کا سامان تھا۔ بتانے لگے کہ صبح غسل کے بعد نماز تہجد اور نماز فجر ادا کرتا ہوں۔ اکثر نماز فجر بیت الفضل لندن میں آکر ادا کرتے اور گھر سے بیت تک کا فاصلہ سائیکل پر طے کرتے۔ واپسی پر تلاوت کے بعد کچھ آرام اور پھر باقاعدہ ورزش کرتے۔ بعد ازاں ایک میز کرسی پر مطالعہ۔ دوسری میز کرسی پر تحریر کا کچھ کام۔ اس طرح سارے دن کی ایک ترتیب مقرر تھی۔

جب آپ نے اپنی خدمات حضور انور کی خدمت میں پیش کیں تو اس کے بعد حسبِ ارشاد مختلف دفاتر میں خدمت کی سعادت پاتے رہے اور بہت محنت اور خلوص سے کام کرتے رہے صحت کی خاطر پیدل بھی کافی چلتے۔ تیراکی میں بھی اسی مقصد سے حصہ لیتے نیز انصار اللہ کے تحت منعقد ہونے والی میراتھن واک میں بھی باقاعدگی سے حصہ لیتے اور اکثر انعامات بھی حاصل کرتے۔ ایسے مواقع پر جب ان کا نام بلایا جاتا تو بیس بائیس سال کے ایک نوجوان کی سی چستی سے مارچ کرتے ہوئے سٹیج تک آتے، فوجی انداز میں سلوٹ کرنے کے بعد حضور سے مؤدبانہ مصافحہ کر کے اپنا انعام وصول کرتے اور اسی انداز میں واپس اپنی جگہ پر آتے ان کا یہ انداز ہر دیکھنے والے کو بہت بھاتا اور سب چہروں پر مسکراہٹ کھیل جاتی۔ بڑھاپے میں ان کی جواں ہمتی کے یہ انداز ان افراد کے لئے ایک شاندار مثال ہیں جو عمر کے ذرا زیادہ ہونے کے ساتھ ہی بڑھاپے کے آگے سرِ تسلیم خم کر دیتے ہیں۔ محترم چیمہ صاحب کو بڑھاپے میں اس طرح مستعد اور پھرتیلا دیکھ کر ہمیشہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کا وہ ارشاد یاد آتا تھا جس میں آپ نے انصار اللہ کو جوانوں کا جوان قرار دیا تھا۔ محترم چیمہ صاحب یقیناً اس ارشاد کی ایک شاندار اور قابل تقلید مثال تھے۔

آپ کی جواں ہمتی کا ایک اور خوبصورت پہلو یہ ہے کہ حضور انور کا ایک موقع پر یہ ارشاد سن کر کہ جماعت کو اس وقت ایسے گیانی دوستوں کی ضرورت ہے جو گورمکھی زبان کے ماہر ہوں آپ نے اس بڑھاپے میں یہ مشکل منزل سر کرنے کا عزم کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند سالوں کے اندر اندر یہ کام کر دکھایا۔ اس غرض سے بڑی ہمت اور باقاعدگی سے سکھ اساتذہ سے تعلیم حاصل کرتے رہے اور بڑی مستقل مزاجی سے اس کام میں مصروف رہے۔ گورمکھی میں A لیول کا امتحان لندن میں پاس کر لیا۔ مزید تعلیم اور بالخصوص ٹائپنگ سیکھنے کے لئے قادیان گئے۔ وہاں چند ماہ قیام میں یہ استعداد بھی حاصل کی اور پھر اس سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے گورمکھی اخبارات اور رسائل میں دین متین کے بارہ میں مختلف مضامین لکھنے لگے۔ ان کے لکھے ہوئے مضامین متعدد اخبارات و رسائل میں شائع ہوئے اور بتایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بغیر کسی ترمیم یا تصحیح کے شائع ہوتے ہیں۔ جب قادیان گئے تو ان کے اس شوق اور جذبہ نے ان کو جالندھر سے شائع ہونے والے مشہور اخبار ہند سماچار سے متعارف کروایا اور اس اخبار والوں نے آپ کے بارہ میں ایک دلچسپ اور تعریفی نوٹ آپ کی تصویر کے ساتھ اپنے اخبار میں شائع کیا۔ یہ سارا مضمون پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ کی جواں ہمتی

باقی صـ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری تاریخ

سوال ۔ ۱۸۶۸ء میں لالہ شرمپت کو کیا ثبوت دیا گیا؟

جواب ۔ لالہ شرمپت کا بھائی اور ایک دوسرا ہندو کسی مقدمے میں ماخوذ تھے ۔حضرت اقدس (آپ پر سلامتی ہو) کی دعا سے خدا نے مقدمے کا فیصلہ قبل از وقت بتا دیا تھا جس سے مخالف آریوں کو زحمت اٹھانی پڑی ۔لالہ شرمپت نے کہا کہ آپ خدا کے نیک بندے ہیں اس لئے اس نے آپ پر غیب کی باتیں ظاہر کر دیں ۔

سوال ۔ حضرت اقدس (آپ پر سلامتی ہو) نے باقاعدہ قلمی ـــ کا آغاز کس سن میں فرمایا؟ آپ کے نام سے شائع ہونے والا پہلا مضمون کب اور کس نوعیت کا تھا نیز کس اخبار میں شائع ہوا؟

جواب ۔ آپ کی پبلک زندگی کا آغاز سیالکوٹ ہی سے شروع ہو چکا تھا لیکن اس کا حقیقی معنوں میں آغاز قریباً ۱۸۷۲ء سے ہوا جب آپ نے مختلف ملکی اخبارات میں اپنے مضامین کا سلسلہ جاری کر کے قلمی جہاد شروع کیا۔

موجودہ تحقیق کے مطابق آپ کا سب سے پہلا مضمون غالباً بنگلور کے دس روزہ اخبار منشور محمدی میں ۲۵ اگست ۱۸۷۲ء میں شائع ہوا۔

سوال ۔ حضرت اقدس ابتدائے جوانی میں کن اخبارات کا مطالعہ فرماتے تھے ۔

جواب ۔ منشور محمدی بنگلور وکیل ہندوستان، سفیر ہند امرتسر، نور افشاں لدھیانہ، برادر ہند لاہور، وزیر ہند سیالکوٹ، ودیا پرکاش امرتسر، آفتاب پنجاب لاہور، ریاض ہند امرتسر اور اشاعۃ السنہ بٹالہ منگوایا کرتے تھے اور بعض میں مضامین بھی لکھا کرتے تھے ۔آخری زمانہ میں لاہور کا "اخبار عام" بہت شوق سے منگواتے تھے ۔

سوال ۔ اپنے ایام جوانی میں حضرت اقدس (آپ پر سلامتی ہو) نے چند افراد کو دنیوی تعلیم بھی دی کچھ نام بتائیں؟

جواب ۔ زندگی کے ان ایام میں جب آپ زاہدانہ زندگی بسر کر رہے تھے اور والد صاحب کے حکم سے مقدمات کی پیروی کے لئے بھی جانا پڑتا تھا۔ آپ نے اپنے چشمہ علم و عرفان سے دوسروں کو بھی بہرہ ور کرنا شروع کر دیا ۔چنانچہ پہلا نام تو آپ کے صاحبزادے مرزا سلطان احمد کا ہے جنہیں آپ نے عربی نصاب کی کتابیں اور کچھ فارسی کتب پڑھائیں ۔میاں علی محمد صاحب کو گلستان و بوستان ۱۸۷۲ء میں کشن سنگھ اور ملاوامل اور شرمپت آپ سے حکمت اور قانون وغیرہ کی کتابیں پڑھا کرتے تھے ۔محمد دین لنگروال صاحب نے بھی ایک فارسی کتاب پڑھی ۔

سوال ۔ حضرت اقدس (آپ پر سلامتی ہو) نے شعر و شاعری کو کس غرض سے اختیار فرمایا اور آپ ابتدائی زمانہ میں کیا تخلص فرماتے تھے؟

جواب ۔ حضرت اقدس نے اپنے ہم عصر شعراء کی طرح شعر و شاعری کو بطور پیشہ اختیار نہیں فرمایا بلکہ اسے ذکر الٰہی، عشق رسول، غیر مذاہب کے رد اور اصلاح نفس کا ایک مؤثر ذریعہ قرار دیا۔ آپ ابتداء میں "فرخ" تخلص فرماتے تھے جسے بعد میں بالکل ترک کر دیا ۔آپ فرماتے ہیں ۔

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

سوال ۔ حضرت اقدس نے دعویٰ سے قبل اپنی غزلیات اور قطعات کا ایک مجموعہ مرتب فرمایا تھا۔ اس کا نام آپ نے کیا تجویز فرمایا تھا اور وہ کب اور کس نام سے شائع ہوا؟

جواب ۔ آپ نے "دیوان فرخ قادیانی" کے نام سے اپنی غزلیات اور قطعات کا مجموعہ مرتب فرمایا لیکن وہ آپ کی حیات میں شائع نہ ہو سکا بلکہ آپ کی وفات کے آٹھ سال بعد ۱۹۱۶ء میں "درمکنون" کے نام سے شائع ہوا۔

سوال ۔ ۱۸۷۳ء میں ایک مقدمہ کی پیروی کے دوران ... شان کا ظہور ہوا۔ یہ مقدمہ کس سلسلہ میں تھا اور اس کا کیا فیصلہ ہوا؟

جواب ۔ ۱۸۷۳ء کا واقعہ ہے کہ کمشنر کی عدالت میں آپ زمینداروں کے خلاف مقدمہ کی پیروی کیلئے امرتسر تشریف لے گئے ۔ایک روز قبل تک کمشنر کا رویہ بہت معاندانہ تھا اور اس نے زمینداروں کی ناجائز حمایت کرتے ہوئے یہاں تک کہا کہ یہ غریب لوگ ہیں تم ان پر ظلم کرتے ہو ۔رات کو حضرت بانی سلسلہ (آپ پر سلامتی ہو) نے خواب میں ایک انگریز کو چھوٹے بچے کی شکل میں دیکھا کہ اس کے سر پر حضور ہاتھ پھیر رہے ہیں ۔چنانچہ دوسرے دن اس کمشنر کی حالت بالکل بدلی ہوئی تھی ۔گویا وہ پہلا انگریز نہیں تھا۔ اس نے زمینداروں کو سخت ڈانٹ پلائی اور آپ کے حق میں فیصلہ سناتے ہوئے سارا خرچ بھی ان پر ڈال دیا۔

سوال ۔ ۱۸۷۴ء میں جب آپ قادیان میں اقتصادی مشکلات سے دوچار گوشہ نشینی اور خلوت کی زندگی گذار رہے تھے اور آپ کے حلقہ بیعت میں ایک آدمی بھی نہ تھا۔ آپ کو کشفاً درویشوں کی ایک جماعت عطا کئے جانے اور آسمانی بادشاہت عطا ہونے کا بتایا گیا ۔وہ کشف کیا تھا؟

جواب ۔ ۱۸۷۴ء میں خواب میں ایک فرشتہ آپ کو ایک لڑکے کی صورت میں دکھائی دیا ۔جو ایک اونچے چبوترے پر بیٹھا ہوا تھا ۔اس کے ہاتھ میں ایک پاکیزہ نان تھا جو نہایت چمکیلا تھا ۔وہ نان آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے اس نے کہا "یہ تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے" درویشوں کی ایک جماعت عطا کئے جانے کی بشارت دی گئی نیز آسمانی بادشاہت کی خبر بھی دی گئی ۔کیونکہ انجیل کی پیشگوئی کی روشنی میں روٹی سے مراد آسمانی بادشاہت کا قیام ہے ۔

سوال ۔ بیت اقصیٰ کی بنیاد کب رکھی گئی اور کس نے رکھی؟

جواب ۔ ۱۸۷۵ء میں قادیان میں ایک عظیم الشان جامع بیت کی بنیاد رکھی گئی ۔اس کا نام بیت اقصیٰ رکھا گیا اس کی بنیاد آپ کے والد محترم نے اپنے ہاتھوں سے رکھی ۔

سوال بیت اقصیٰ کی تعمیر کتنے عرصہ میں مکمل ہوئی اور اس کے پہلے خادم کون تھے؟

جواب ۔ بیت اقصیٰ کی بنیاد ۱۸۷۵ء کے آخری دنوں میں رکھی گئی اور جون ۱۸۷۶ء میں پایہ تکمیل کو پہنچی ۔اس کے پہلے خادم اور امام میاں جان محمد صاحب مقرر ہوئے ۔

سوال حضور کو رب العزت کی طرف سے نفلی روزوں کا حکم کب ہوا اور آپ نے کتنے اور کس طرح یہ روزے رکھے؟

جواب ۱۸۷۵ء کے آخر میں جناب الٰہی سے آپ کو روزوں کے ایک عظیم مجاہدہ کا ارشاد ہوا چنانچہ اس کی تعمیل میں آپ نے آٹھ یا نو ماہ تک مسلسل روزے رکھے ۔

سوال آپ نے روزوں کے بارے میں کیا دیکھا تھا؟

جواب ۔ حضرت بانی سلسلہ (آپ پر سلامتی ہو) خود تحریر فرماتے ہیں کہ ان کو خواب میں ایک بزرگ معمر پاک صورت دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کر کے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا چاہئیں ۔

سوال ۔ ان روزوں سے خدا تعالیٰ نے خوشنودی کا اظہار کیسے کیا؟

جواب ۔ یہ دن انوار الٰہی کی بارش کے تھے جن میں آپ کو عالم روحانی کی سیر کرائی گئی اور خدا تعالیٰ کی تجلیات کے مختلف نظارے دکھائے گئے

سوال ۔ حضور پہلے اہل اللہ کے پاس بھی جایا کرتے تھے کچھ نام بتائیں؟

جواب ۔ سیالکوٹ میں ایک بزرگ مولوی محبوب عالم صاحب سے خاصا تعلق پیدا ہو گیا تھا ۔وہاں سے واپسی پر آپ نے ایک خدا رسیدہ صوفی حضرت میاں شرف الدین صاحب کی ملاقات کے لئے متعدد بار سُم شریف ضلع گورداسپور کا سفر اختیار کیا اور تاریخ سے آپ کے یہاں بعض بزرگوں کا آنا بھی ثابت ہے ۔مثلاً ایک صاحب کہ شاہ قادیان آتے تھے ۔ان کے علاوہ حضرت اقدس (آپ پر سلامتی ہو) کو جس با خدا اور صاحب ولایت بزرگ سے آخر تک بے حد الفت رہی وہ مولانا عبد اللہ غزنوی تھے اور ان سے حضرت اقدس نے امرتسر کے ایک نواحی گاؤں میں ملاقات فرمائی ۔

سوال ۔ حضرت میر ناصر نواب صاحب پہلی مرتبہ کب قادیان تشریف لائے؟

جواب ۔ ۱۸۷۶ء کے اوائل میں جب آپ کی زوجہ محترمہ علیل ہوئیں تو علاج کی خاطر آپ پہلی مرتبہ قادیان تشریف لائے ۔

سوال ۔ حضرت بانی سلسلہ کو اپنے والد ماجد کی وفات کی نسبت کیا...... خبر ملی

جواب ۔ ترجمہ ۔قسم ہے آسمان کی جو قضاء و قدر کا منبع ہے اور قسم ہے اس حادثہ کی جو آج آفتاب کے غروب کے بعد نازل ہوگا ۔

سوال ۔ اس خدائی خبر کے بعد کیا تفہیم ہوئی اور آپ پر اس کا کیا اثر ہوا؟

جواب ۔ اس کی تفہیم یہ ہوئی کہ حضور کے والد ماجد آج غروب آفتاب کے وقت اس جہان سے رحلت کر جائیں گے ۔آپ کو اس خبر سے بے حد صدمہ ہوا اور خیال گزرا کہ اب ہمارے گذارے کی صورت کیا ہوگی ۔

سوال ۔ حضرت اقدس (آپ پر سلامتی ہو) کو دوسری..... خبر کیا ملی؟

جواب ترجمہ ۔ کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:-

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۳۵۷ میں نائلہ جبین بنت ملک ظفر احمد قوم اعوان پیشہ طالب علم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ججکہ ضلع سرگودھا حال کوارٹر نمبر ۲/۷ صدر انجمن احمدیہ ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۲-۱-۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۱۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ از والدہ صاحبہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ نائلہ جبین کوارٹر نمبر ۲/۷ صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ ملک داؤد احمد ماموں موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ محمد اکرم وصیت نمبر ۱۷۸۰۹ ماموں موصیہ۔

مسل نمبر ۲۸۳۵۸ میں رفیعہ بنت ملک محمد اکرم صاحب قوم اعوان پیشہ تعلیم عمر ۱۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ججکہ ضلع سرگودھا حال کوارٹر نمبر ۲/۷ صدر انجمن احمدیہ ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۲-۱-۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا

باقی ص۸ پر

بقیہ: ص۱ سے آگے

بیٹھے ہوئے کہ اب اپنے کاروبار، یار دوستوں غرض ہر ایک کو چھوڑ کر اللہ کی طرف آجاؤ۔ اور چونکہ وہ سب سے ہر رنگ میں بڑا ہے۔ اب اس کا حکم آنے پر دوسروں کے احکام کی پروا مت کرو۔ ایک طرف خدا کا بلاوا آجائے۔ دوسری طرف کوئی یار دوست آشنا بلا دیں۔ یا دنیا کا کوئی کام بلا وے تو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ان کو ترک کر دو کیونکہ (اللہ سب سے بڑا ہے) سب سے بڑا ہے اور سب سے بڑے کی بات کو مان لینا تمہاری فطرت میں رکھا گیا۔ حتیٰ کہ ماں باپ جن کی اطاعت اور فرمانبرداری کی خدا نے سخت تاکید فرمائی ہے۔ خدا کے مقابلہ میں اگر وہ کچھ کہیں تو ہرگز نہ مانو۔ فرمانبرداری کا پتہ مقابلے کے وقت لگتا ہے کہ آیا فرمانبردار اللہ کا ہے یا کہ مخلوق کا۔ ماں باپ کی فرمانبرداری کا خدا نے اعلیٰ مقام رکھا ہے اور بڑے بڑے تاکیدی الفاظ میں یہ حکم دیا ہے ان کے کفر و اسلام اور فسق و فجور یا دشمنِ اسلام وغیرہ ہونے کی کوئی قید نہیں لگائی اور ہر حالت میں ان کی فرمانبرداری کا تاکیدی حکم دیا ہے مگر پھر مقابلہ کے وقت ان کے متعلق بھی فرما دیا کہ (اگر وہ دونوں تجھ سے بحث کریں کہ تو کسی کو میرا شریک مقرر کر جس کا تجھے کوئی علم نہیں تو ان دونوں کی بات مت مانیو) اگر خدا کے مقابلہ میں آجاویں تو خدا کو مقدم کرو۔ ان کی ہرگز نہ مانو۔ حاکمِ وقت کی فرمانبرداری کا بھی بہت تاکیدی حکم ہے۔ (اگر تمہارا کسی معاملہ میں کوئی تنازعہ ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف لوٹا دو) کہہ کر بتا دیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو پیش کرو پھر جیسا کہ حکم ہو کرو۔

غرض نفس ہو یا دوست ہوں، رسم ہو یا رواج ہو، قوم ہو یا ملک ہو۔ ماں باپ ہوں یا حاکم ہوں جب وہ خدا کے مقابلہ میں آجاویں۔ یعنی خدا ایک طرف بلانا ہے اور یہ سب ایک طرف تو خدا کو مقدم رکھو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ مارچ ۱۹۰۸ء)

بقیہ: ص۵ سے آگے

کو زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔

آپ کی ایک اور خوبی جو خاص طور پر قابل ذکر ہے وہ نیکی کے کاموں میں آپ کی مسابقت اور شرکت ہے۔ آپ موصی تھے اور چندہ باقاعدگی سے ادا کرتے اور اس میں ایک عجیب انداز اس رنگ میں پیدا کرتے کہ جتنے پاؤنڈ چندہ کے طور پر واجب الادا ہوتے اس میں ایک پنس کا اضافہ کر کے ادا کرتے اور ہر ماہ ایک ایک پنس کا اضافہ کرتے چلے جاتے۔ بظاہر تو ایک پنس کا اضافہ کوئی خاص بات نہ تھی لیکن وہ یہ انداز اس غرض سے اختیار کرتے کہ اس طرح پنس کی تعداد سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ کتنے عرصہ سے ادائگی کا یہ انداز جاری ہے۔ یہ محبت اور قربانی کی سوچ کا ایک انداز ہے جو ان کی نیک قلبی کیفیت کا مظہر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت مخیر بزرگ تھے۔ مالی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت نوازا تھا اور یہ وصف بھی عطا کیا تھا کہ نیکی کی ہر تحریک پر فوری لبیک کہتے۔ مجھے یاد ہے کہ جب الفضل میں یکصد یتامیٰ کی کفالت کے سلسلہ میں ایک تحریک شائع ہوئی تو میں نے انہیں اس کی طرف متوجہ کیا۔ انہوں نے نہ صرف فوری طور پر اس میں شرکت کی بلکہ ایسا مستقل انتظام کر دیا کہ ہمیشہ ہمیش کے لئے ان کی طرف سے اس نیک تحریک میں شمولیت کا سلسلہ جاری رہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے خود شمولیت کے بعد بہت سے اور دوستوں کو بھی اس بابرکت کام میں شمولیت کی تحریک کی۔

آپ نے مختلف نیک کاموں کے لئے اپنی طرف سے وظائف اور انعامات کا سلسلہ بھی جاری کیا۔ علمی میدان میں بھی ہر ممکن طریق سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ مختلف مجالس میں تقاریر بھی کرتے اور جماعت کے اخبارات و رسائل میں مضامین بھی لکھتے۔ تقریر کا موقع ہو یا مضمون کا، اس سلسلہ میں لمبا عرصہ محنت کرتے اور دعاؤں کے ساتھ تیاری کرتے مشورے کرتے اور تیار شدہ مضامین پر مختلف دوستوں سے نظر ثانی کرواتے آپ کے بعض مضامین بدر اور ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہو چکے ہیں۔

بڑے مہمان نواز تھے اور احباب کو اپنے ہاں مدعو کر کے بڑی خوشی محسوس کرتے۔ زندہ دل اور خوش مزاج تھے۔ ان کی مجالس میں خوش طبعی کی باتوں اور لطائف کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ خدام دین سے دلی محبت کرنے والے اور بہت ہی دعاگو بزرگ تھے۔ ایک بے نفس اور بے ضرر انسان تھے بلکہ ہمیشہ دوسروں کی خدمت کرنے کی راہوں کی تلاش میں رہتے تھے۔

ان کی ایک بہت ہی پیاری خوبی ان کی امامت سے سچی وفاداری اور گہری وابستگی تھی۔ حضور انور کے اشاروں پر عمل پیرا ہونے کا بے لوث جذبہ تھا اور مجھے انکی یہ ادا بہت ہی پسند آتی تھی کہ اپنے سب معاملات حضور انور کے مشوروں اور دعاؤں سے طے کرتے اور حضور انور کے ارشاد کے مطابق عمل پیرا ہونے پر دلی خوشی محسوس کرتے۔

محترم چیمہ صاحب کا انجام بھی کتنا شاندار ہوا۔ قادیان کے سو سالہ تاریخ ساز جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق پائی اور نہایت مختصر سی علالت کے بعد یکم جنوری ۱۹۹۲ء کو قادیان میں وفات پائی۔ ۳، جنوری کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے الدار کے قریبی احاطہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں مختلف ممالک سے آئے ہوئے سینکڑوں احباب نے شرکت کی۔ جنازہ سے قبل ان کے تینوں بیٹے اور تینوں بیٹیاں قادیان پہنچ گئے۔ اسی روز نماز عشاء کے بعد بہشتی مقبرہ میں ان کی تدفین ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے حسب ارشاد دعا کروائی۔ ان کی دلی خواہش پوری ہوئی۔ قادیان کا بہشتی مقبرہ ان کو نصیب ہوا اور حضور نے اس مقدس بستی میں ان کی نماز جنازہ پڑھائی جو پاکستان بننے کے بعد اپنی نوعیت کا دوسرا واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم چیمہ صاحب کے درجات بلند کرے اور ان کی ساری اولاد کو ان کی صفاتِ حسنہ کا وارث بنائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ جام صادق کے بعد حکمران جماعت کے پاس کوئی متبادل قیادت نہیں ہے۔

○ جام صادق کی وفات کے بعد سیاسی صورت حال پر پیپلز پارٹی کا ہنگامی اجلاس طلب کر لیا گیا ہے۔

○ نوابزادہ نصر اللہ خان نے وزیر اعظم پر طنز کرتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے سرینگر اور کابل کے بعد خان گڑھ کو بھی فتح کر لیا ہے۔ واضح رہے کہ خان گڑھ نوابزادہ صاحب کا آبائی قصبہ ہے۔ جہاں وزیر اعظم نے چند دن قبل جلسہ کیا تھا۔

○ سندھ میں ڈاکوؤں نے صحافی سمیت گیارہ افراد کو اغوا کر لیا۔

○ وفاقی وزیر اقتصادی امور سردار آصف احمد علی نے کہا ہے علماء سود کا متبادل لائیں۔ صرف بیان بازی جاری رہی تو دشمن گولی چلائے بغیر ہمیں فتح کر لے گا۔

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ اسلامی جمہوری اتحاد برقرار رہے گا۔ آئی جے آئی کی تمام جماعتوں کے سربراہوں سے افہام و تفہیم کے لئے رابطے کی مہم شروع کی جائے گی۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ جھنگ کے ضمنی انتخابات سے حکومت کی ساکھ کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ بی بی سی نے یہ بھی خیال ظاہر کیا ہے کہ جام صادق کی وفات کے بعد سندھ کے حالات میں بڑی بڑی تبدیلیاں آئیں گی۔

○ رویت ہلال کمیٹی کے اعلان کے مطابق ۵ فروری کی شام چاند نظر آگیا تھا لہذا ۶ فروری کو جمعہ کے دن پہلا روزہ ہوا۔

○ سندھ کے وزیر اعلیٰ جام صادق علی کو ان کے آبائی قبرستان گوٹھ نواز میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ نماز جنازہ میں صدر، وزیر اعظم اور دیگر اہم شخصیات نے شرکت کی۔

○ قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ اب جب کہ جام صادق علی دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں اب ہم نے فیصلہ خدا پر چھوڑ دیا ہے انہوں نے کہا کہ ہم سب اللہ جلشانہ کی طرف سے آتے ہیں اور اسی کی جانب لوٹتے ہیں ہم رب العزت کی طرف جھکتے ہیں اور اسی کے کرم کے منتظر ہیں۔

○ سیاسی حلقوں کا اندازہ ہے کہ جام حکومت کے وزیر رابطہ سید مظفر حسین شاہ سندھ کے نئے وزیر اعلیٰ ہونگے۔ جام صاحب کی زندگی میں ہی انہیں وزیر اعلیٰ کے اختیارات دے دیئے گئے تھے۔

○ پیپلز پارٹی کے لیڈر مسٹر افتخار گیلانی نے کہا ہے کہ جام صادق کے ساتھ ہی سندھ کی حکومت بھی مر گئی ہے۔ سندھ میں ہر اقدام اب غیر آئینی ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ تین دن کا سوگ یا تعطل غیر قانونی ہے۔ حکومت کو ایک دو دن کے اندر اندر صوبائی اسمبلی کا اجلاس بلانا ہوگا۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو ہمیں قانونی چارہ جوئی کا سوچنا ہوگا۔

غیر ملکی خبریں

○ پاکستان نے اقوام متحدہ میں چین کے خلاف پیش کی جانے والی قرارداد رکوا دی۔ یورپی برادری اور امریکہ نے چین کے خلاف انسانی حقوق کی مبینہ خلاف ورزیوں پر مبنی قرارداد پیش کی تو پاکستان نے قرارداد کے خلاف تحریک پیش کر دی جو تیسری دنیا کے رکن ممالک کی حمایت سے منظور ہو گئی۔ ایران کے خلاف انسانی حقوق کی پامالی کی قرارداد منظور کر لی گئی۔

○ الجزائر میں اسلامک سالویشن فرنٹ پر پابندی لگا دی گئی۔

بقیہ: صا سے آگے

دو یا تین ماہ کے لئے مختلف مقامات پر دعوت الی اللہ کے لئے بھیجا جا سکے۔ جماعت میں یہ روح ہونی چاہیئے کہ جس طرح وہ مالی قربانی کرتے ہیں اسی طرح جسمانی قربانی میں بھی حصہ لیں۔ ملازم بھی اپنی چھٹیوں کو وقف کر سکتے ہیں بے شک بعض ملازمتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں انسان کو چھٹی نہیں ملتی۔ پھر بعض لوگ ایسی ڈیوٹیوں پر مقرر ہوتے ہیں جن سے انہیں لمبے عرصہ کے لئے فارغ بھی نہیں کیا جا سکتا لیکن اس استثنائی صورتوں کے علاوہ باقی جس قدر ملازم، زمیندار، تاجر اور پیشہ ور اور جنہیں چھٹیاں مل سکتی ہیں، ان سب کو تحریک کرتا ہوں کہ ایک یا دو یا تین ماہ جتنا عرصہ کوئی دے سکے دعوت الی اللہ کے لئے دیں .... جماعت کی ترقی کے لئے یہ چیز نہایت ضروری ہے۔ اور ہر فرد بشر کو آج نہیں تو کل اور کل نہیں تو پرسوں ایک نظام کے ماتحت اس میں لازمی طور پر حصہ لینا پڑے گا...... پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنی چھٹیوں کو دعوت الی اللہ کے لئے وقف کریں۔ تاجر اصحاب اپنی تجارتوں سے وقت نکالیں اور اسے دعوت الی اللہ کے لئے ہمارے سامنے پیش کریں۔ زمیندار اپنی زمینداری سے فارغ وقت نکالیں اور اسے دعوت الی اللہ میں لگائیں۔ ملازم اصحاب اپنی ملازمتوں سے چھٹی لے کر اسے دعوت الی اللہ کے لئے وقف کریں"۔

(خطبہ جمعہ ۱۴ مارچ ۱۹۳۶ء الفضل جلد ۲۳ نمبر ۲۱۲)

بقیہ: ص۷ سے آگے

کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے الامشتہر۔ رفیعہ بنت محمد اکرم کوارٹر نمبر ۲۷ صدر انجمن احمدیہ۔ گواہ شد نمبر ۱۔ محمد اکرم وصیت نمبر ۱۷۸۰۹ والد موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲۔ مجیب اکرم برادر موصیہ۔

جبوب مفید اطہرا

چھوٹی شیشی ۱۶ روپے۔ بڑی شیشی ۴۸ روپے

اکسیر اولاد نرینہ (کورس)

مکمل کورس ۱۵۰/- روپے

زدجام عشق خاص

چار صد اسی (۴۸۰) روپے

ناصر دواخانہ ربوہ فون ۴۲۴

لاہور میں کوٹھی کرایہ کیلئے خالی ہے

گلشن راوی لاہور میں ۱۱ مرلہ پر تعمیر شدہ ایک دو منزلہ کوٹھی مشتملہ تین بیڈ روم، ڈرائینگ ڈائیننگ۔ ٹی وی لاؤنج۔ فرنٹ سائیڈ ٹیرس اوپن۔ فرنٹ لان ۲۵×۲۵ جو کہ مون مارکیٹ کے بالمقابل واقعہ ہے کرایہ کے لئے خالی ہے۔

رابطہ: ملک حامد علی۔ پنجاب آٹو موبائیلز ۳۵۔ فرید کوٹ روڈ لاہور۔ فون دفتر ۳۵۱۳۷۲۲

رہائش: ۴۶۳۳۱۷، ۴۶۱۲۷۱، ۴۰۱۴۹۳۵

جدید ہومیوپیتھی

کیوریٹیو سسٹم (CURATIVE SYSTEM) ہومیوپیتھی کی جدید ترین (MODERN) صورت ہے محض چھوٹی طاقت (۳۰ پوٹینسی یا اس سے کم) کے چند مرکبات تو یورپ اور ایشیا کی کئی کمپنیاں پیش کرتی ہیں لیکن ٹنکچر (Q) سے لے کر ۶، ۳۰، ۲۰۰، ۱۰۰۰ اور دس ہزار اور لاکھ طاقتوں کی (POTENCIES) میں ۵۰۰ مکمل اور مختصر کورسز میں عام استعمال کی انسانی، حیوانی اور پولٹری ادویات کا ایک نظام صرف ہم پیش کرتے ہیں۔ پرانی، ضدی، بار بار حملہ کرنے والی اور پیچیدہ امراض کے مکمل کورسز، رہنما لٹریچر کے ساتھ ایسا آسان طریقۂ علاج مہیا کرتے ہیں کہ ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کے ساتھ ساتھ بڑی تعداد میں ایلوپیتھ ڈاکٹر اور یونانی طبیب بھی ان سے بھرپور استفادہ کر رہے ہیں۔ عام پڑھے لکھے لوگ بھی استفادہ کر سکتے ہیں ـــــ مفصل لٹریچر ہر شہر کے کیوریٹو سٹاکسٹوں سے مفت یا ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر بذریعہ ڈاک طلب کریں۔

کیور ہومیڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) **کمپنی ربوہ۔** فون ۶۰۶، ۶۰۷، ۷۷۱